رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ

خطبہ نمبر ۱۰

لاہور پاکستان

الفضل

یوم سہ شنبہ

فی پرچہ ۱ر

جلد ۱	۱۸ ماہ نبوت ۱۳۲۶ ھش	۴ محرم الحرام ۱۳۶۷ ھ	۱۸ نومبر ۱۹۴۷ء	نمبر ۵۴

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۷ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۲ بجے دوپہر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ

کل شام دس ٹرکوں پر مشتمل کنوائے بخیریت قادیان سے لاہور پہنچا۔

خطبہ جمعہ

تم میں سے ہر شخص اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ کا نمونہ بن سکتا ہے

بشرطیکہ تم دین کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کیلئے ہر وقت کمربستہ رہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ نومبر ۱۹۴۷ء بمقام رتن باغ لاہور

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی چیزیں جن کو قانونِ قدرت پیدا کرتا ہے۔ وہ سب کی سب اپنے

منزلِ مقصود

تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوا کرتیں۔ کچھ تو اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ اور کچھ ضائع ہوجاتی ہیں۔ درختوں کو بور آتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سارا درخت بور سے بھر گیا ہے۔ اگر وہ تمام کا تمام بور پھل بن جائے۔ اور وہ سب کا سب پھل پختہ ہوجائے۔ تو یقیناً درخت کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں۔

مجھے یاد ہے

میں ایک دفعہ "دار الحمد" کوٹھی میں ٹہل رہا تھا۔ اور ایک نیا مالی جو کچھ عرصہ ہندوستان بھی رہا تھا۔ اور باتیں کرنے میں بڑا ہوشیار تھا وہ بھی میرے ساتھ پھر رہا تھا۔ میں نے اس وقت چکوترہ کا ایک درخت دیکھا۔ جس میں نہائت کثرت سے پھل لگ رہا تھا۔ ابھی اس کے پھل کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور وہ بہت چھوٹے چھوٹے دانوں کی شکل میں تھا جیسے ماش کا دانہ ہوتا ہے۔ بور گر رہا تھا۔ اور نیچے سے پھل نکل رہا تھا۔ اور وہ لاکھوں ہی کی تعداد میں نظر آتا تھا۔ میں نے اس پھل کو دیکھ کر تعجب کیا۔ اور کہا کہ اگر اتنا پھل لگ جائے۔ اور آخر تک سلامت رہے تو درخت بچ نہیں سکتا۔ جیسے

بعض آدمیوں کی عادت

ہوتی ہے۔ کہ بات سنکر وقت سے پہلے ہی بول پڑتے ہیں۔ یہی عادت اس مالی کی بھی تھی۔ میں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا۔ کہ اس درخت کو اتنا پھل آیا ہوا ہے۔ کہ اگر سارا پھل لگ جائے تو .... اور یہ نہیں کہا تھا کہ "درخت ٹوٹ جائے" کہ وہ جلدی سے بول اٹھا حضور لگیگا سارا لگے گا۔ میں نے کہا یہ تو بتاؤ ایک چکوترہ بازار میں کتنے کو بکتا ہے۔ اس نے کہا چھ آنے سات آنے بلکہ آٹھ آنے تک بھی بک جاتا ہے۔ میں نے کہا سستی سے سستی قیمت کیا ہوگی۔ اس نے کہا دو آنے میں نے کہا بہت اچھا دو آنے ایک چکوترہ کی قیمت ہوئی۔ اور یہ لاکھوں لاکھ ہے۔ اگر

کم سے کم

بھی ہم اس کا اندازہ لگائیں۔ تو یہ پچاس ساٹھ ہزار سے کم نہیں سکتا۔ اگر پچاس ہزار ہی ہم اس کا اندازہ رکھیں۔ اور یہ خیال کریں۔ کہ بازار میں اگر ایک چکوترہ دو آنے میں بکتا ہے تو آڑھتی ہم سے ایک آنہ میں خریدے گا تو پچاس ہزار آنہ ہمیں مل سکتا ہے۔ جو تین ہزار روپیہ سے اوپر ہو گیا۔ گویا اڑھائی سو روپیہ مہینہ بنتا ہے۔ میں نے کہا سوچو تو سہی۔ اگر تمہارا یہ خیال درست ہو۔ اور اگر اسی طرح پھل لگ جایا کرے۔ تو لوگوں کو اتنی کوششوں کی کیا ضرورت ہے۔ وہ جائدادیں بناتے ہیں۔ تاکہ ان کے بچوں کے کام آئیں۔ وہ اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ تاکہ وہ آسانی سے روزگار پیدا کرسکیں۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو پھر ہر لڑکے کے لئے دو چکوترے اور ہر لڑکی کے لئے ایک چکوترہ لگا دینا چاہیئے۔ لڑکے کو پانچ سو روپیہ مہینہ اور لڑکی کو اڑھائی سو روپیہ مہینہ مل جایا کرے گا۔

حقیقت یہ ہے

کہ ساری چیزیں آخر تک نہیں پہنچتیں۔ ہر پھل بڑا نہیں ہوتا۔ ہر پھل مٹھاس کی حد کو نہیں پہنچتا۔ کچھ تو اتنے چھوٹے چھوٹے گر جاتے ہیں کہ یوں معلوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔ اے۔ ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر نمبر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ہے۔ بھیوں کے پاخانے گر گئے ہیں۔ اور کچھ ذرا اس سے بڑے ہو کو جن میں نہ گٹھلی بنی ہوتی ہے۔ نہ گودا بنا ہوا ہوتا ہے۔ محض ایک تلخ اور بدمزہ سا فضلہ ہوتا ہے۔ کچھ آم کیریاں بن کر گر جاتے ہیں۔ کچھ ذرا بڑے ہوتے ہیں۔ لیکن ابھی ان میں کسی قسم کا مزا پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ پھل مکمل ہو جاتا ہے۔ مگر ابھی ترش ہوتا ہے۔ پھر کچھ اس میں سے گر جاتا ہے۔ اور پھر کچھ پھل وہ ہوتا ہے جو آخر میں کمال کو پہنچتا ہے۔ اور شیرینی حاصل کر لیتا ہے۔

یہی پھل ہوتا ہے

جو اصلی قیمت پاتا ہے۔ اور جس کی دنیا میں قدر ہوتی ہے۔ بُور کا جو حصہ گر جاتا ہے۔ اگر تم اس کو دس بیس من بھی اکٹھا کر کے بازار میں لے جاؤ۔ تو تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں ملے گا۔ چھوٹے چھوٹے اش کے دانہ کے برابر جو پھل ہوتے ہیں۔ اگر ان کو لے لو۔ مثلاً آم ہی لے لو۔ یا چنے کے برابر دانہ جامنٹے ہی لے لو۔ اگر تم دو چار من بھی بازار میں لے جاؤ۔ تو تمہیں اس کی کوئی قیمت نہیں ملے گی۔ بلکہ قیمت کا کیا سوال ہے۔ اگر تم اسے

فروخت کے لئے

لے جاؤ گے تو لوگ تمہیں پاگل سمجھیں گے۔ پھر اگر وہ آم کیری کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مالٹا یا سنگترہ اپنے اندر قاشیں پیدا کر لیتا ہے اور لوگ اس کی چٹنیاں بنا سکتے ہیں۔ تو پھر وہ پیسے پیسے دو دو پیسے سیر دو سیر تک جا بکے گا۔ لیکن وہی آم مکمل ہو کر بعض دفعہ بچاس روپے سینکڑہ بلکہ سو روپیہ سینکڑہ بکتا ہے۔ اور وہی مالٹا مکمل ہو کر بعض دفعہ دس روپے پندرہ روپے بیس روپے اور پچیس روپے سینکڑہ بکتا ہے۔ گویا جس وقت کی کسی وقت ایک پیسہ بھی قیمت نہیں مل سکتی تھی۔ یا جس بازار کے لے جانے پر لوگ فروخت کنندہ کو پاگل سمجھنے پر مجبور تھے۔ وہی چیز

کارآمد اور مفید

بن جاتی ہے۔ اور اسی چیز کے حصول کے لئے لوگ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ یہی حال الٰہی سلسلوں کا بھی ہوتا ہے جب مشرق تعالیٰ کے

انبیاء کی آواز

دنیا میں بلند ہوتی ہے۔ تو کچھ لوگ ایسے بھی ان کے ساتھ آ شامل ہو جاتے ہیں۔ جو حقیقتاً اس سچائی اور اس معرفت کے دلدادہ نہیں ہوتے جو انبیاء کی معرفت دنیا کو دے رہی ہوتی ہے۔ وہ

ہر نئی چیز کے قبول کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور ان

لوگوں کی فطرت

اس مکھی کی سی ہوتی ہے۔ جو ہر پاخانہ اور ہر قے اور ہر پھل اور ہر کھانے پر غرض اچھی ہو یا بُری جو چیز بھی کھلی پڑی ہو اس پر آ بیٹھتی ہے۔ اور تھوڑی دیر ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اٹھتی اور دوسری چیز پر جا بیٹھتی ہے۔ وہ شہد کی مکھی نہیں ہوتی۔ جو پھلوں اور پھولوں میں سے وہاں سے بھی مٹھاس نکال لیتی ہے۔ جہاں سے انسان بھی مٹھاس محسوس نہیں کرتا۔ نیم جیسے کڑوے درخت سے شہد کی مکھی شہد نکال کر لے جاتی ہے۔ گلاب جیسے کسیلے پتوں میں سے وہ خوشبو اور شہد نکال کر لے جاتی ہے۔ گویا مزے کا مزہ اور خوشبو کی خوشبو وہ کھٹے کے پھولوں میں سے جس کا پکا ہوا پھل بھی انسان کے لئے کھانا بعض دفعہ مشکل ہو جاتا ہے۔

نہائت شیریں شہد

نکال کر لے جاتی ہے۔ اور بہت سے نازک مزاج اس شہد کی شیرینی کو برداشت کرنے کے بھی قابل نہیں ہوتے۔ اور میٹھی چیزیں سے مٹھاس تو وہ نکالتی ہی ہے۔ اس طرح ایسے لوگ جو اپنے اندر

فطرتِ صحیحہ

رکھتے ہیں جو اپنے اندر نیکی کی طاقت رکھتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی تعلیم جب ابھی ابتدائی حالت میں ہوتی ہے۔ جب ابھی اس نے مٹھاس پیدا نہیں کی ہوتی۔ جب ابھی کا پھل بظاہر کڑوا نظر آتا ہے۔ اس ذاتی جوہر اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے جو خدا نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہوئی ہوتی ہے پہچان لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ خدا نے کہاں شہد رکھا ہوا ہے وہ آتے ہیں۔ اور جس چیز کو انسان جیسا مکمل وجود بھی چکھ کر تھوکنے لگ جاتا ہے۔ اس میں سے شہد اکٹھا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کڑوی کیریوں میں سے۔ سیٹھے پھولوں میں سے۔ ان بدذائقہ کلیوں میں سے جن کے چکھنے کی انسان بھی جرأت نہیں کرتا۔ جس طرح مکھی شہد نکال کر لے جاتی ہے اسی طرح وہ ابتدائی تعلیموں میں سے جو ابھی پورے طور مکمل نہیں ہوئی ہوتیں۔ اور دنیا کی نگاہ میں کڑوی اور بدمزہ اور ترش ہوتی ہیں۔ معرفت اور

یقین اور ایمان کا شہد

نکال کر لے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں ایک ایسا بیج بو جاتے ہیں۔ جو قربانی اور ایثار کا پھل پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے

ان کا ہی نہیں۔ بلکہ وہ جو ان کے

کاموں سے فائدہ

اٹھاتے ہیں۔ ان کا بھی بھلا ہوتا چلا جاتا ہے پھول مرجاتے ہیں۔ کیریاں مرجاتی ہیں۔ شگوفے مرجھا جاتے ہیں۔ وہ مکھیاں بھی مرجاتی ہیں۔ جو شہد اکٹھا کرتی ہیں مگر ان مکھیوں کا نکالا ہوا شہد مدت دراز تک دُنیا کی بیماریوں کو دور کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان مکھیوں کے کارنامہ کو خدا بھی اس طرح یاد کرتا ہے کہ

فیہ شفاءٌ للناس

یعنی لوگوں کے لئے شہد میں شفا رکھی گئی ہے وہ نیک فطرت لوگ جو انبیاء کے ابتدائی زمانہ میں ان کے ساتھ آ کر ملتے ہیں۔ وہ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کو وہاں خوبیاں نظر آتی ہیں۔ جہاں دُنیا کو عیب نظر آتے ہیں۔ ان کو وہاں نیکیاں نظر آتی ہیں۔ جہاں دنیا کو بدیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کو وہاں جنت نظر آتی ہے۔ جہاں دنیا کو بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی

دیتی ہے۔ مگر وہ جو پاخانہ کی مکھی کی طرح ادھر اُدھر گھومتے پھرتے ہیں۔ وہ فطرتیں جو صداقت پہچاننے کی بجائے یونہی کسی چیز کے پاس چلی جاتی ہیں۔ جب وہ

انبیاء کی تعلیم

کے پاس آتی ہیں۔ تو وہ کوئی چیز لے کر نہیں جاتیں وہ نہ خود فائدہ اٹھاتی ہیں۔ نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ نہ خود نفع حاصل کرتی ہیں۔ نہ دوسروں کو نفع پہنچاتی ہیں۔ وہ پیر مارتی ہیں۔ پَر ہلاتی ہیں۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر اڑ جاتی ہیں۔ جیسے مکھی ممکن ہے۔ پہلے شہد پر بیٹھے مگر پھر اسی سہولت اور اسی اطمینان اور اسی آرام کے ساتھ وہ پاخانہ پر جا بیٹھتی ہے۔ ان کے لئے یہی چیز چاہیئے۔ اور یہی ان کے مناسب حال ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کل جدید لذیذ کے مقولہ پر عمل پیرا ہونا اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ لوگ کبھی بھی انتہا کو نہیں پہونچتے۔

ضروری اعلان

تعلیم الاسلام کالج میں اپنے لڑکے بھجوائیں

تمام احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ موجودہ شورش سے اس طرح نہ گھبرائیں کہ لڑکے تعلیم سے محروم ہو جائیں۔ چاہیئے کہ سب جو تعلیم دلانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اپنے بچوں کو ایف۔ اے اور بی۔ اے میں داخل کرائیں۔ اور چاہیئے کہ ہر احمدی تعلیم الاسلام کالج میں اپنے لڑکے کو داخل کروائے۔ اور اس بارہ میں لڑکے کی مخالفت کی پروانہ کرے۔ تاکہ دینیات کی تعلیم ساتھ کے ساتھ ملتی جائے ؛

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

گرم بستروں اور کپڑوں کی فوری ضرورت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مشرقی پنجاب سے آنے والے مہاجرین کے لئے گرم کپڑے او ربستر مہیا کرنے کی تحریک فرمائی ہے احباب کو فوراً اس تحریک میں حصہ لیکر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے نقد روپیہ بھی بھیج سکتا ہے اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے تاخیر نہیں ہونی چاہیئے ؛

Digitzed by Khilafat Library Rabwah

ان کی مثال

اس مور کی سی ہوتی ہے۔ جو گر جاتا ہے۔ یا ان چھوٹے چھوٹے بیجوں کی سی ہوتی ہے۔ جو پھل کے ابتدا میں ہی ضائع ہو جاتے ہیں یا ان پھلوں کی سی ہوتی ہے جو پھل بننے سے پہلے کڑوے فضلوں کی طرح ہوتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت اس کیری یا مالٹا یا سنگترے کی سی ہوتی ہے۔ جو اصل مزہ کے حاصل ہونے سے پہلے ہی گر جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کی چٹنیاں بنا لیتے ہیں۔ مگر وہ اس غرض کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جس کے لئے آم یا مالٹا یا سنگترہ تیار ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ آخر تک سلامت رہیں۔ تب بھی یہ دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ سارا مور روٹی اور اچھا اگر درخت پر رہے۔ تو درخت بچ نہیں سکتا۔ اس کی مجھے ایک اور مثال بھی یاد آ گئی۔ میں نے باغ میں پھرتے ہوئے ایک دفعہ آڑو کا ایک درخت دیکھا۔ جس میں پھل بہت زیادہ تھا۔ میں نے مالی سے کہا۔

قانون قدرت

یہ ہے کہ اگر پھل زیادہ ہوگا۔ تو درخت ٹوٹ جائیگا۔ اس لئے اس درخت کا کچھ پھل تم کاٹ ڈالو تا کہ درخت محفوظ رہے۔ مالی کہنے لگا۔ دیکھئے۔ اس کو کتنا پھل لگا ہوا ہے۔ اس پھل کو ضائع کرنا تو مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے کہا۔ یہی تو مصر ہے۔ تم اس کا پھل کاٹ دو اور صرف اتنا پھل رہنے دو۔ جس کو درخت سہار سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ اس کی حفاظت مجھ پر رہنے دیں اور مجھے اجازت دیں کہ اس کا پھل بدستور درخت پر ہی رہنے دیا جائے۔ میں خاموش ہو گیا۔ جب پھل مکمل ہوا۔ تو وہ درخت بیچ میں سے چر کر ادھر ادھر جا پڑا۔ یہی حال الٰہی جماعتوں کا ہوتا ہے۔ ان میں سے لوگوں کا جھڑنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ بہت جھڑ کے بغیر درخت کبھی پھلتے نہیں۔ مور اور ابتدائی پھلوں کے جھڑنے کے بغیر اچھے پھل پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان آخر انسان ہوتے ہیں۔

قوموں کی تربیت

اور ان کی اصلاح انسانوں نے ہی کرنی ہوتی ہے۔ سکولوں میں یہ قانون ہے کہ پچاس سے زیادہ لڑکے اگر کسی کلاس میں آ جائیں۔ تو دو استاد رکھے جائیں۔ اگر کوئی سکول پچاس سے زیادہ لڑکے کسی کلاس میں داخل کرے۔ تو افسران بالا اسکی امداد میں رخنہ ڈالتے اور اس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ یا تو نیا مدرس رکھو۔ اور یا پھر زائد لڑکوں کو نکالو۔ جماعتوں کی نگرانی بھی افراد کی نگرانی کی طرح ہوتی ہے اگر افراد بے انتہا بڑھتے چلے جائیں۔ اور الٰہی مربی اور تربیت کرنے والے نہ بڑھیں۔ تو کیا نتیجہ ہوگا یہی ہوگا۔ کہ جن لوگوں کی تربیت نہیں ہوگی وہ خراب ہوں گے۔ اور جو لوگ خود خراب ہوں گے۔ وہ دوسروں کو بھی خراب کریں گے۔ اور اس طرح وہ جماعت جو

دنیا کی اصلاح

کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ ساری کی ساری خراب ہو جائیگی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہوا ہے کہ کمزور طبع لوگ اگر اپنی اصلاح نہ کریں۔ تو اسی طرح جس طرح آموں کی کیریاں گر جاتی ہیں۔ جس طرح انگور اور سنگترہ اور مالٹا اور آڑو اور آلوچہ اور دوسرے پھل مکمل ہونے سے پہلے کوئی ابتدائی دو چار دنوں میں۔ کوئی دوسرے تیسرے ہفتہ میں گر جاتے ہیں۔ اسی طرح ایسے لوگ بھی گر جاتے ہیں۔ اور ان کا گرنا جماعت کے لئے مفید ہوتا ہے۔ مضر نہیں ہوتا کیونکہ

جماعتوں کی ترقی

کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ یا تو افراد جماعت اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو استاد بنا لیں یا اتنے استاد ہوں۔ جو ان کی نگرانی کر سکیں۔ تبھی جماعت درست رہ سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اگر جماعت میں اتنی بیداری ہو۔ کہ اس کا ہر فرد استاد بن جائے۔ تو پھر کسی خطرہ کی پروا نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ فضل دنیا میں

صرف ایک ہی ہستی

پر نازل ہوا ہے۔ اور وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی وہ وجود ہیں۔ جو نہایت دلیری نہایت صداقت۔ نہایت یقین اور نہایت وثوق کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے سب صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ جس طرح ہر ستارہ سے تم جہت کا پتہ لگا سکتے ہو۔ جس طرح ستاروں سے تم راستے معلوم کرتے اور روشنی حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم ابوبکر رضؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم عمر رضؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم عثمان رضؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم علیؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم طلحہ رضؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم زبیر رضؓ کے پیچھے چلو۔ تم میرے صحابہ رضؓ میں سے ایک

چھوٹے سے چھوٹے صحابی

کے پیچھے بھی چل پڑو۔ بایہم اقتدیتم اھتدیتم تم جس کے پیچھے بھی چلوگے۔ آخر خدا تک پہنچ جاؤگے یہ وہ دعویٰ ہے۔ جو دنیا میں ایک ہی شخص نے کیا ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہے۔ یہ وہ انعام ہے۔ جو دنیا میں ایک ہی جماعت کو ملا ہے۔ جو صحابہ رضؓ کی جماعت ہے۔ راستہ سب کے لئے کھلا تھا۔ موسیٰؑ کی قوم کو خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا تھا۔ عیسیٰؑ کی قوم کو خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا تھا۔ نوحؑ کی قوم کو خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا تھا۔ تم کو بھی خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا۔ مگر جس نے کام کر لیا وہ انعام لے گیا۔ اور جس نے نہ کیا وہ انعام سے محروم ہو گیا۔ جہاں تک

خدا کے دین کا سوال

ہے تمہارے لئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ رضؓ کے لئے بالکل یکساں ہے۔ تم بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت ہو اور صحابہ رضؓ بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت تھے۔ بلکہ جہاں تک خدا کے دین کا سوال ہے۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امتوں کے لئے بھی اس کے حاصل کرنے کا موقع تھا۔ کیونکہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ دونوں خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ مگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امتوں نے وہ کوشش نہ کی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت نے کی۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس رنگ میں نازل ہوا۔ کہ آپ کی جماعت کا ہر فرد استاد بن گیا۔ اور جب

ہر فرد استاد

بن گیا۔ تو باوجود پھلوں کی کثرت کے انہیں گرانے کی ضرورت نہ رہی۔ اس درخت کا ہر شگوفہ پھل بننے کا مستحق تھا۔ اور اسکی ہر کیری ایک شیریں اور مزیدار آم بننے کی قابلیت اپنے اندر رکھتی تھی۔ اور چونکہ ہر شگوفہ پھل بننے کا مستحق تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہر شگوفہ کو پھل بنا دیا۔ اور چونکہ ہر کیری آم بننے کی مستحق تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہر کیری کو آم بنا دیا۔ اگر تم بھی ایسے بن جاؤ۔ تو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی یہ سلوک کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا۔ تو لازمی طور پر تم میں سے کچھ لوگ گرائے جائیں گے۔ اس لئے کہ بیکار مور اگر درخت پر رہے گا۔ تو درخت گر جائے گا۔ یہ ایک موٹی صداقت ہے۔ جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اگر تم میں سے ہر شخص استاد بن جائے۔ تو جیسے میرے مالی نے کہا تھا۔ کہ ان پھلوں کو نہ گرایا جائے۔ اسی طرح تمہیں بھی خدا تعالیٰ گرنے سے محفوظ

رکھے گا۔ اس مالی میں تو خدا تعالیٰ والی قابلیت نہیں تھی۔ جب اس نے مجھے کہا۔ کہ آخر اتنا پھل کیوں ضائع کیا جائے۔ اسے درخت پر ہی رہنے دیا جائے۔ تو وہ باوجود اس خواہش کے درخت کی حفاظت نہ کر سکا۔ اور وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ لیکن اگر اس میں قابلیت ہوتی۔ اور وہ اپنی خواہش کو پورا کرنے کی استعداد اپنے اندر رکھتا۔ تو وہ درخت کو اتنا مضبوط کر دیتا۔ کہ وہ تمام پھل اٹھا سکتا۔ اور اس طرح پھل بھی محفوظ رہتے۔ اور درخت بھی محفوظ رہتا۔ بے شک اس مالی میں یہ قابلیت نہ تھی۔ لیکن

ہمارے خدا میں

یہ قابلیت ہے۔ جب خدا ایک درخت لگاتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ اس میں اتنی قابلیت ہے۔ کہ وہ بے انتہا پھل پیدا کر دے۔ اور پھر یہ دیکھتا ہے کہ ان پھلوں میں سے کوئی پھل بھی ضائع کرنے کے قابل نہیں۔ تو خدا اس کا پھل نہیں گراتا۔ بلکہ اس درخت کو زیادہ موٹا اور مضبوط کر دیتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام صحابہ رضؓ کالنجوم تھے۔ اور جب ہر صحابی اس قابل تھا۔ کہ اسے قائم رکھا جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ اس درخت کا پھل زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا کچھ پھل گرا دیا جائے۔ بلکہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور بڑا کر دیا۔ اتنا بڑا کہ سارے پھل آپ کے درخت پر لگے رہے۔ مگر پھر بھی وہ درخت ان پھلوں کے بوجھ سے نہ گرا گویا جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضؓ کے متعلق یہ فرمایا۔ کہ صحابی کالنجوم۔ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ وہاں صحابہ رضؓ جو کالنجوم تھے انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور آپ کی شان کے ظہور میں ایک نمایاں حصہ لیا۔ اور اس طرح دونوں ایک دوسرے کو بڑھانے والے بن گئے۔

یہی چیز

اس وقت تمہارے سامنے ہے۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امتیں اب واپس نہیں آ سکتیں تا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کا نمونہ دیکھ کر اپنے اندر اصلاح پیدا کر لیں۔ لیکن تمہارے نمونہ موجود ہے۔ اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی غیر نہیں تمہارے آقا اور مطاع ہیں۔ اور صحابہ رضؓ بھی کوئی غیر وجود نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت اور تمہارے بھائی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ اگر تم صحیح طور پر کوشش کرو تو تم میں سے ہر شخص صحابی کالنجوم کا نمونہ نہ بن جائے۔ مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب ہر شخص دین کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے لئے ہر وقت کمربستہ تیار رہے۔ جب قربانی اور ایثار کا مادہ نہ ہو۔ جب پانچ وقت نماز کی پابندی بھی مشکل معلوم ہو۔ جب قرآن کا ترجمہ بھی وہ لوگ نہ جانتے ہوں۔ جن کو جاننا چاہیئے۔ بلکہ جن کو جاننا چاہیئے کا کیا سوال ہے۔ ہر انسان کو قرآن کریم کا ترجمہ جاننا چاہیئے۔ تو بتاؤ اس نمونہ کو دیکھتے ہوئے اصحابی کالنجوم کا مصداق نہ بننے کا الزام کس پر ہوگا تم پر یا خدا پر۔ دیکھو وقت جا رہا ہے۔ موقعہ ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے۔ وہ جن کی عقلیں ہیں اور جو سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اب بھی اپنے اندر وہ روح پیدا کر لیں جو صحابہ رضؓ نے پیدا کی تھی۔ اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ روح جو صحابہ رضؓ نے دکھائی تھی۔ یہی تھی کہ ان میں سے ہر شخص نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ آج ہم کہتے ہیں کہ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرو۔ تو کچھ لوگ آگے آتے اور اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اور ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم میں سے اتنے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کی ہیں۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ بیعت کرنے والے کی ساری زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس میں کسی استثنیٰ کا سوال نہیں۔ کئی ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ جب ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو پھر ہم میں سے ہر شخص وقف ہے کسی علیحدہ معاہدہ اور اقرار کی کیا ضرورت ہے۔ مگر منہ کی بات اور ہوتی ہے اور عمل اور ہوتا ہے اگر انہوں نے اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کیا ہوا ہے تو وہ بتائیں تو سہی کہ وہ دفتروں میں وقت دینے کے بعد دین کیلئے کتنا وقت خرچ کرتے ہیں۔ دفتروں کا وقت پانچ گھنٹے ہوتا ہے اور دن رات ۲۴ گھنٹے کا ہوتا ہے اگر دس گھنٹے بھی کھانے پینے سونے اور دیگر حوائج کے لئے رکھ لئے جائیں۔ تب بھی نو گھنٹے بچ جاتے ہیں اگر نو گھنٹے روزانہ ہر شخص قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے اور تبلیغ کرنے اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنے پر صرف کرے تو دنیا کیا سے کیا بن جاتی ہے۔ ہماری جماعت کتنی ترقی کر جاتی ہے ہماری تربیت کی حالت کتنی مضبوط ہو جاتی ہے لیکن منہ سے کہنا کہ میرا ساری زندگی وقف ہے اور عمل کے وقت اپنا قدم پیچھے ہٹا لینا اور ہیلے بہانوں کو تلاش کرنا ہے یہ ہے موجودہ حالت۔

بڑی خطرناک

سمجھو جو شخص اس حالت میں ہے اسے کیا معلوم کہ کب خدا کی آندھی بھی اسے توڑ کر پھینک دے اور ابن سینا نے لکھا ہے جتنی بننے کے قابل بھی تو رہے اور روز زیادہ سے زیادہ یہ ہو کہ گندہ وصیلے کے ڈھیر پر اس کو ڈالدیا جائے۔ پس یوں تو پاخانہ بھی کام آتا ہے۔ چنانچہ جتنی کھاد ہوتی ہے۔ سب پاخانہ سے ہی تیار ہوتی ہے لیکن بعض قسم پاخانوں کی کھاد کے بھی قابل نہیں ہوتی بلی کا پاخانہ کھاد کے قابل ہوتا ہے۔ گائے کا پاخانہ کھاد کے قابل ہوتا ہے۔ گھوڑے کا پاخانہ بھی ایک حد تک کھاد کے قابل ہوتا ہے سب سے کم مگر کسی حد تک مرغی کا پاخانہ بھی کھاد کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن انسان کے پاخانہ کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ جس سبزہ پر وہ پاخانہ ڈالدیا جائے جل جاتا ہے شاید اس طرح خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر انسان بگڑے تو پھر وہ کسی کام کے قابل نہیں رہتا۔ بگڑا ہوا بیل ذبح کر کے کھایا جاتا ہے۔ بانجھ گائے اور بانجھ بھینس کم سے کم قربانی کے قابل سمجھی جاتی ہے۔ مگر بیکار انسان کسی کام نہیں آسکتا سو جس دن سے ڈرو جب خدا کے فرشتوں کا تمہارے متعلق یہ فیصلہ ہو کہ یہ ایک بیکار انسان ہے اس وقت تمہارا وجود اتنا بھی کام نہیں آئے گا۔ جتنا ایک بگڑا ہوا بیل کام آتا ہے پس اپنے اندر

اصلاح پیدا کرو

تا تمہارا دین میں داخل ہونا اور تمہارا سلسلہ کے لئے خدمات بجا لانا تمہارے لئے ہی مفید نہ ہو۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔

پاکستان کے ہر باشندے کا فرض

کشمیر بھیجنے کے لئے گرم کپڑے اور چندہ فراہم کیجیے

ہم تمام پاکستان کے رہنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آزادی کشمیر کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کی کمبلوں۔ گرم کوٹوں۔ برساتی کوٹوں۔ زمین پر بچھانے والی برساتیوں۔ برفانی بوٹوں گرم جرابوں اور گرم سویٹروں سے امداد کریں۔ ہم قارئین الفضل سے بالخصوص اپیل کرتے ہیں کہ جو کچھ انہیں توفیق ہو اس کام کے لئے بھجوائیں۔ بلکہ اپنے حلقۂ اثر میں بھی چندہ فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ پاکستان کے پریس کا بھی فرض ہے کہ وہ روزانہ اس سلسلے میں تحریک کرے، بلکہ بہتر ہو گا، اگر جماعت مل کر اس کام کے لئے ایک کمیٹی بنا لیں۔

درخواست دعا:- قاضی محمد صدیق صاحب کاتب اخبار الفضل کی اہلیہ صاحبہ میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔ آج ان کی آنکھوں کا اپریشن ہو گا۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ضروری اعلان

بمراد

اساتذہ وطلباء جامعہ و مدرسہ احمدیہ

چونکہ جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کھل گئے ہیں جو اساتذہ اور طلباء ابھی تک نہیں پہنچے وہ جلد تر پہنچ کر مرکزی تعلیم و تربیت جو بحال ہو گئی ہے لاہور میں رپورٹ کریں (پرنسپل جامعہ احمدیہ)

چنیوٹ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کھل گیا ہے طلباء فوراً وہاں پہنچیں

کیا ہم اپنی عزت کو بچانے کی خاطر خودکشی کر لیں

ایک معزز غیر احمدی خاتون کا استفسار

از

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب

سیالکوٹ سے ایک معزز خاتون نے حسب ذیل خط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا ہے۔ خط اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خط

محترم جناب خلیفہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بہتر ہے کہ سب سے پہلے میں اپنا تعارف آپ سے کرواؤں۔ تعارف کے الفاظ زیادہ نہیں ہوں گے۔ میں ایک مسلمان غیر احمدی لڑکی ہوں۔ مگر احمدیوں سے بے جا تعصب رکھنے والی نہیں۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیف کردہ کئی ایک کتابیں پڑھی ہیں۔ اخبار الفضل کی بھی میں کوئی ایک سال سے خریدار ہوں۔ میرا نام ر۔ ب مغل ہے۔ (پورا نام میں خود ہی نہیں لکھ رہی) اور میں سیالکوٹ کے ایک معزز خاندان کی ایک لڑکی ہوں۔

میں آپ سے ایک مذہبی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ آپ اسلامی شریعت کے مطابق اس کا جواب دیں۔ سوال یہ ہے کہ۔

آج کل مشرقی پنجاب اور جموں میں سکھوں وغیرہ نے ہزارہا مسلمان نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور سینکڑوں کی عزت برباد کر ڈالی ہے۔ آجکل یہ عام ہراس پھیلا ہوا ہے۔ کہ جموں سے اب سیالکوٹ پر بھی حملہ ہو گا۔ یہ کہاں تک درست ہے یا غلط۔ اس سے ہمیں بحث نہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ اگر خدانخواستہ ہم پر بھی ایسا وقت آئے۔ اور سکھ ہم لڑکیوں کو پکڑ لیں۔ تو اس وقت اگر ہم زہر پی کر یا خود ہی پیٹ میں چاقو گھونپ کر یا کسی کنوئیں میں چھلانگ لگا کر اپنی عزت بچانے کے لئے خودکشی کر لیں۔ تو ہمارا یہ فعل شریعت اسلامیہ کے خلاف تو نہ ہو گا۔ یہ ہم جانتی ہیں۔ کہ خودکشی کو اسلام نے منع کیا ہے۔ اور اسے ناجائز ٹھہرایا ہے۔ لیکن اس وقت یہ سوال ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ ہم سکھوں کے ہاتھ پڑ جائیں۔ تو اس وقت دو باتوں میں سے اسلام کس کی اجازت دیتا ہے۔ (۱) آیا جان کو بچا کر اپنی عزت کو تباہ کر دینا یا (۲) خودکشی کر کے اپنی عزت کو بچا لینا؟ جہاں تک میرا خیال ہے۔ میں تو بے عزت ہونے سے موت کو ترجیح دیتی ہوں اور میرے اس خیال کی اسلام بھی تھوڑی سی تائید کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ کسی سپارے میں ہی درج ہے۔ کہ شراب اور خنزیر کا گوشت حرام ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی اجازت ہے کہ اگر کسی وقت دوا کے طور پر تمہیں شراب پینی پڑے۔ یا جان بچانے کے لئے جبکہ تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ تو تم سؤر کا گوشت کھا سکتے ہو۔ یعنی بعض مجبوری کی حالتوں میں حرام چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔ اب اس وقت خودکشی حرام ہے۔ لیکن جب عورت کی عزت کا سوال پیدا ہو۔ تو یقیناً اس وقت یہ حرام موت بھی شہادت کی موت ہو گی۔ شاید آپ کہیں کہ ہمیں ہر طرح سے پہلے مدافعت کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر وہ ہمارے کٹیرا لگانے یا اشتعال آمیز باتیں کرنے کے وجود ہم پر سختی نہ کریں۔ تو پھر اسلام کا ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ بے عزتی یا خودکشی کر کے مر جانا؟ یہ بات ہمارے لئے بہت اہم ہے ہمیں امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

جواب کی منتظر ر۔ ب مغل اور اسکی بہنیں

جواب از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

خودکشی بہر حال منع ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے۔ کہ ہر مسلمان اپنی جان قربان کرنا جانتا ہو۔ وہ دشمن کو مار کر مرے تو مرے یوں نہ مرے۔ آپ سمجھ سکتی ہیں کہ یہ مقصد خودکشی سے بالا ہے۔ خودکشی کا یقین رکھنے والا جنگی فنون عورتوں کو سکھانے کی طرف مائل نہ ہو گا۔ مگر اس یقین والی قوم عورت کو فنون حرب سے محروم نہ رکھے گی۔ پس آپ عورتوں میں یہ تحریک کریں کہ سب جنگی فنون سیکھیں اور مار کر مرنے کی ہمت پیدا کریں جس کا لازمی نتیجہ فتح ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

Digitzed by Khilafat Library Rabwah

"دفاعی نقطۂ نگاہ سے سکھوں کا مطالبہ انتہائی نامعقول تھا"

ریڈ کلف کا ایوارڈ

تقسیم پنجاب کا بہترین حل قرار نہیں دیا جاسکتا

ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن میں ڈاکٹر اوسکر سپیٹ کی تقریر

لنڈن ۱۷ رنومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ پچھلے دنوں لنڈن سکول آف اکنومکس کے پروفیسر ڈاکٹر اوسکر سپیٹ نے ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن اور اوور سیز لیگ کے ایک مشترکہ اجلاس میں پنجاب باؤنڈری کمیشن کے غیر منصفانہ فیصلے پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔

اگرچہ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے فیصلے پر میری تنقید ذاتیات سے بالا ہے۔ لیکن پھر بھی میں اس موقع پر ایک ذاتی احساس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا شکریہ ہے۔ جو میں ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس جماعت کی دعوت پر میں ایک ماہر جغرافیہ دان کی حیثیت سے ہندوستان گیا تھا۔ جہاں تک میرے اپنے فن کا تعلق ہے۔ میرا وہاں جانا ازدیادِ علم کا باعث ہوتے ہوئے میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ نہ صرف یہ کہ احمدیہ جماعت کی طرف سے مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ بلکہ فنی امداد میں بھی کمال حسن کارکردگی کا جو معیار پیش کیا گیا۔ وہ حیرت میں ڈالنے والا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم اور وہ جذبہ جس پر کہ تمام تنظیم کی بنیاد ہے۔ یقیناً از حد قابل تعریف ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر سپیٹ نے پنجاب کی وسعت اور اس کی حدود پر روشنی ڈالتے ہوئے تعیینی حدود کے بارے میں پہلے ہندوؤں اور سکھوں کا مطالبہ جو دریائے چناب کو حدِ فاصل قرار دینے پر مبنی تھا۔ بیان کیا۔ اور پھر اس کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ سکھ اور ہندو اپنے ناجائز مطالبہ میں اگرچہ زبان سے فہیم پاکستان کا اقرار کرتے تھے۔ لیکن جہاں تک ان کے اپنے عمل کا تعلق تھا۔ وہ اس کو رد کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ آپ نے بتایا کہ ان کا مطالبہ اس قدر زیادہ تھا کہ اگر واقعی منہ مانگی مراد پوری کر دی جاتی۔ تو کانگرس خود حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی۔ البتہ سکھ (اپنی کمال سادگی سے) یہی سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ ان کا مطالبہ سو فی صدی پورا ہو جائیگا۔

آپ نے بتایا کہ ہندو اور سکھوں نے اپنے مطالبہ کی بنیاد چار امور پر رکھی تھی۔ اول پنجاب میں ان کی اقتصادی برتری۔ دوسرے فوجی نقطۂ نگاہ سے چناب کا بہترین حد ہونا۔ تیسرے آبادی کی کثرت اور قلت کا مطالبہ سے تعلق۔ چوتھے سکھوں کے مقدس مقامات۔

ڈاکٹر سپیٹ کے نزدیک ان چاروں امور میں اقتصادی برتری کا سوال سب سے زیادہ اہم تھا۔ لیکن پھر بھی آزادی ملنے کے بعد اقتصادی برتری کی بنا پر حکومت کا دعویدار ہونا اس لئے غیر مناسب تھا کہ برطانیہ کا ہندوستان پر بھی قبضہ اقتصادی برتری کی وجہ سے ہی تھا نہ کہ تعداد کی کثرت کی بنا پر۔

آپ نے کہا اقتصادی برتری کو وزنی ضرور قرار دیا جاسکتا تھا۔ لیکن اس کی بنیادی حیثیت کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں کی جاسکتی تھی۔ کیونکہ حدود تعیین کے لئے جو بنیادی شرائط پیش کی گئی تھیں۔ ان میں خود اعتمادی کے اصول کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ اور اقتصادی برتری کو بنیادی حیثیت دینے سے یہ مقصد فوت ہو جاتا تھا۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا کہ جہاں ان کے مطالبے کا اقتصادی پہلو کسی قدر وزنی تھا۔ وہاں اس کا فوجی پہلو انتہائی طور پر کمزور تھا۔ کہا گیا تھا۔ کہ دفاعی نقطۂ نگاہ سے چناب بہترین سرحد کا کام دے سکتا ہے۔ ڈاکٹر سپیٹ نے کہا کہ یہ استدلال انتہائی غیر معقول اور احمقانہ ہے۔ اس صورت میں کراچی اصل سرحد سے کل چالیس میل کے فاصلے پر رہ جاتا ہے۔ جو بوجہ بندرگاہ ہونے کے پاکستان کے لئے بیرونی دنیا سے سامان وغیرہ حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے ایسی اہم بندرگاہ کا سرحد سے صرف چالیس میل کے فاصلے پر ہونا کسی صورت میں بھی فوجی نقطۂ نگاہ سے پاکستان کے حق میں مفید نہیں قرار دیا جاسکتا۔

آبادی کی تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا۔ کہ جو علاقہ مانگا گیا تھا۔ اس میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت تھی۔ اور اس لحاظ سے ان کا مطالبہ اپنے اندر کوئی وزن نہ رکھتا تھا۔ رہے سکھوں کے مذہبی مقامات سو وہ پنجاب بھر میں سات سو سے کم نہ ہوں گے۔ اور ان میں سے بہت سے اہم بھی نہیں۔ کہ صرف چالیس لاکھ افراد کے لیڈر حصول اقتدار کے مطالبے کی بنیاد کو ان پر قائم کر سکیں۔ اور پھر اتنے وسیع علاقہ پر حکمرانی کا دعویٰ کریں۔ کہ جس سے چالیس کروڑ انسانوں کا امن مستقل خطرے میں پڑ جائے۔

مسلمانوں کے مطالبے کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا۔ کہ مسلمانوں کا آخری مطالبہ جس حد کو بیاس اور ستلج کے درمیان کوہ شوالک سے شروع کر کے لدھیانہ اور فیروزپور کی درمیانی ریلوے لائن سے گذر کر بیکانیر نہر تک پہنچایا گیا تھا جغرافیائی لحاظ سے تقسیم پنجاب کا بہترین حل تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ سرحد موجودہ ایوارڈ سے بھی بدرجہا بہتر تھی۔

سر سائیرل ریڈ کلف کے ایوارڈ کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے اس کی بعض خوبیوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ ایوارڈ اس مقصد میں کہ سکھ دو حصوں میں تقسیم نہ ہونے پائیں۔ ناکام رہا اور اسی طرح بعض اس میں نہروں کو تقسیم ہونے سے بھی محفوظ نہ رکھا جا سکا۔ نیز آپ نے بتایا۔ کہ یہ کہنا بھی مشکل ہے۔ کہ اس ایوارڈ میں اکثریت کے ملحقہ علاقوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ حالانکہ تقسیم تعیین حدود کی بنیاد دی گئی شرائط میں اس اصول کو خود بنیادی حیثیت حاصل تھی۔

ڈاکٹر سپیٹ نے مزید کہا۔ کہ مجھے معاملے کی نزاکت اور کمیشن کی مشکلات کا پورا پورا اعتراف ہے۔ اور ان کی کوشش قابل داد ہے۔ لیکن پھر بھی میرے خیال میں موجودہ ایوارڈ بہترین حل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس سے بہترین حل بھی تلاش کیا جاسکتا تھا۔

کمیشن کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا۔ کہ سکھوں کی بکھری ہوئی آبادی نے معاملے کو پیچیدہ بنا دیا تھا۔ اور ان کے خیال میں انبالہ ڈویژن کو علیحدہ کر کے باقی پنجاب کے پاکستان میں شامل ہونے سے سکھوں کو زیادہ فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ اب وہ دو حصوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ اس صورت میں ان کی تعداد ۱۵ فی صدی ہوتی۔ اور ڈاکٹر سپیٹ کے خیال میں ۱۵ فی صدی کی اقلیت کوئی معمولی اقلیت نہیں جس کو آسانی سے دبایا جاسکے۔ یا اس کے حقوق کو تلف کیا جاسکے۔

قادیان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے

مشرقی افریقہ سے پنڈت نہرو کے نام تار

۱۲ رنومبر۔ جناب شیخ مبارک احمد صاحب مجاہد احمدیت مشرقی افریقہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مسٹر آدم صفی جو مشرقی افریقہ کے ایک ممتاز چیف اور ٹانگانیکا لیجسلیٹو کونسل کے سرگرم ممبر ہیں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی سخت مصائب کے حالات پڑھے۔ اور ان واقعات سے کبیدہ خاطر ہو کر پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کو حسب ذیل تار دیا:۔

"یہ معلوم کر کے کہ قادیان کے مقدس شہر پر ہندو سکھ پولیس اور فوج کی معیت میں حملہ کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا گیا۔ تقریباً ۲۰۰ افراد کو تہ تیغ کر ڈالا گیا۔ ان مذموم حرکات کے پیش نظر میں شرافت اور انسانیت کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان کی حفاظت کا ضروری انتظام فرمائیں"

محرم میں کھانڈ کا زائد راشن

لاہور ۱۶ رنومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ سال کی طرح اب بھی محرم میں کھانڈ کا راشن ۵۰ فی صدی زائد دیا جائے گا۔

تانگوں کے بڑھتے ہوئے کرایوں کی روک تھام

لاہور ۱۶ رنومبر۔ ڈاکٹر احمد حسین ملک پبلسٹی آفیسر لاہور میونسپل کارپوریشن نے لاہور کے تانگہ والوں کے بڑھتے ہوئے کرایوں کی روک تھام کے لئے مہم اختیار کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پبلک سے اپیل کی ہے کہ وہ تانگہ والوں کو اس ریٹ سے کرایہ ادا کریں۔ جو ان کے پاس تختی پر درج ہے۔ زائد کرایہ طلب کرنے والوں کے خلاف فوراً محکمہ میں رپورٹ کریں۔

نیل گری کے حکمران نے ریاست کو ہندوستان کے حوالے کر دیا

بلاس پور ۱۶ رنومبر۔ ریاست کے حکمران نے بیان کیا ہے۔ کہ میں یہاں کی بد امنی کو روکنے میں ناکام رہا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہاں نظام قائم رکھنے میں مجھے سو فی صدی ناکامی ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان کشمیر اور جوناگڑھ کے مسئلہ کو اتحادی اقوام کے سامنے پیش کرنے کیلئے تیار ہے

کرفیو کے خلاف سکھوں کا احتجاج

امرتسر ۱۵ نومبر۔ سکھوں کے نمائندہ جتھیدار خالصہ دیوان نے گورنر یو۔پی کو احتجاجی تار بھیجا ہے۔ کہ حکومت یو۔پی سکھوں کے ساتھ نہایت نامناسب سلوک کر رہی ہے۔ یو۔پی کے خاص خاص شہروں میں خاص کر سکھوں پر کرفیو لگائے جانے کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا ہے

پناہ گزینوں کو دوبارہ اُن کے گھروں میں بسایا جائے

کراچی ۱۶ نومبر۔ حکومت پاکستان کے امن بورڈ نے ایک قرارداد پاس کی ہے۔ کہ حکومت پاکستان اور ہندوستان جائیدادوں کا تخمینہ کرائیں تاکہ فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجہ میں مالکان کو جان و مال کا معاوضہ دیا جا سکے۔ دونوں حکومتیں ایسا انتظام کریں کہ تارکان وطن محفوظ طریق پر دوبارہ اپنے گھروں میں آکر آباد ہو جائیں۔ اور آئندہ کے لئے اُن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں۔ لوگوں پر ایک حکومت سے دوسری حکومت میں آنے جانے میں کوئی پابندی نہ ہو۔ اپنے گھروں کو واپس جانے والوں کے لئے ضروری آسانیاں بہم پہنچائی جائیں۔ چھوڑے ہوئے مقامات اس وقت تک حکومت کے ٹرسٹ میں رہیں جب تک کہ مالکان خود ان کو فروخت نہ کر دیں یا کرایہ پر نہ دیدیں یا تبادلہ نہ کر لیں مذہبی عمارتیں یا عبادت گاہیں متولیوں کے ماتحت رہنی چاہئیں۔ دونوں حکومتیں تحقیقات کریں۔ کہ فرقہ وارانہ فسادات میں کس قدر جانی و مالی نقصان ہوا۔ اور اسکی تلافی کس حد تک اور کس طرح

حکومت ہند متواتر جنگ کی طرح ڈالنے والی کاروائیاں کر رہی ہے

وزیر اعظم پاکستان کا بیان

لاہور ۱۷ نومبر۔ مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں آپ نے سردار پٹیل کے تازہ بیان کا جواب دیا ہے۔ اور یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ دونوں نو آبادیات کو کشمیر اور جوناگڑھ کے مسئلہ کو اتحادی اقوام کی تنظیم کے سامنے پیش کر دینا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا۔ کہ ہندوستان کی حکومت ہندو دوسروں کے علاقوں کو ہضم کرنے کی پالیسی پر عمل کر رہی ہے۔ اس پالیسی کا ردِ عمل نہ صرف ایشیا میں بلکہ دنیا بھر میں نہایت خطرناک ہوگا۔ کیونکہ یہ پالیسی اتحادی اقوام کے اس بنیادی اصل کے خلاف ہے۔ کہ حق اور انصاف پر کسی صورت میں بھی طاقت کو حاوی نہ ہونے دیا جائے۔ آپ نے کہا۔ ہم اس امر کے لئے تیار ہیں۔ کہ اتحادی تنظیم فوراً اپنے نمائندے مقرر کرے۔ جو جموں اور کشمیر میں لڑائی کو فوراً بند کرا دیں بیرونی فوجوں کو وہاں سے نکالدیں۔ اور جب تک اپنی نگرانی میں استصواب رائے عامہ نہ کرا لیں۔ اس وقت تک وہاں پر ایک غیر جانبدار حکومت قائم رہے۔

مسٹر لیاقت علی خاں نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ پاکستان نے ہمیشہ اختلافات کو پُر امن اور دوستانہ طریق سے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن حکومت ہند نے متواتر اور مسلسل سراسر ناجائز، خلاف قانون اور غاصبانہ کاروائیاں کیں۔ اس نے جوناگڑھ کے لئے جو اصول مقرر کیا کشمیر میں خود ہی اُس کی خلاف ورزی کی۔ اب کشمیر کو مسلمانوں سے خالی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ استصواب رائے اس وقت ہو۔ جب کہ وہاں مسلمان موجود ہی نہ ہوں۔ یکم نومبر کو قائد اعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ اڑتالیس گھنٹوں کی مہلت دے کر دونوں حکومتوں کے گورنر جنرل کشمیر کی لڑائی کو بند کرانے کی کوشش کریں۔ اور متحارب فوجوں کو وہاں سے چلے جانے کو کہیں۔ یہ تجویز آزاد فوج کی دشمنی مول لینے کے امکان کے باوجود پیش کی گئی تھی۔ لیکن حکومت ہند نے اس تجویز کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ پاکستان پر بے سرو پا الزامات عائد کئے۔ اور ہر دو حکومت کشمیر کی آزاد فوج کو نکال دینے کا دعوی کیا۔ اور اب تو ایک تار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تک آزاد فوج کشمیر میں موجود ہے۔ حکومت ہند پاکستان سے گفت و شنید کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔

آپ نے کہا۔ حکومت ہند متواتر ایسی کاروائیاں کر رہی ہے۔ جو جنگ کی طرح ڈالنے کے مترادف ہے لیکن حکومت پاکستان انتہائی اشتعال کے باوجود اب تک جنگ کے امکانات کو روکنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔

امرتسر کے سوداگروں کا مطالبہ!

امرتسر ۱۵ نومبر۔ امرتسر کے کپڑا کے تھوک فروش سوداگروں نے مسٹر گاندھی پنڈت جواہر لال نہرو۔ ڈاکٹر۔ ایس۔ پی۔ مکرجی وزیر صنعت۔ سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر سول سپلائی مشرقی پنجاب اور مسٹر کرپلانی صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ کپڑا پر لگائے گئے کنٹرول کے نتیجہ میں سخت بد نظمی پیدا ہو گئی ہے۔ کنبہ پروری۔ رشوت ستانی اور بلیک مارکیٹ کا دور دورہ ہے۔ عوام و خواص کے اخلاق بالکل گر چکے ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ جلد از جلد کپڑے پر سے کنٹرول اٹھا لیا جائے۔

راجکماری اندرا آف کپورتھلہ کی ضمانت!

لندن ۱۵ نومبر۔ راجکماری اندرا آف کپورتھلہ کو شراب کے نشہ میں موٹر چلانے کے الزام میں ہائیڈ پارک۔ میں گرفتار کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے چودہ دن کا ریمانڈ لے کر ضمانت پر رہا کر دیا۔

پاکستان اور ہندوستان میں معاہدہ

مسٹر آر کے سدھوا نے پاکستان اور ہندوستان کے درمیان رسل رسائی اور تجارت اور محصولات سے متعلق تمام امور میں ایک معاہدہ کرنے کی تجویز کو آئین ساز اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

آزاد کشمیر کے علاقہ میں ہر شہری کے حقوق کی حفاظت کی جائیگی

بارہ مولا روڈ پر دشمن کی پیش قدمی روک دی گئی

راولپنڈی ۱۶ نومبر۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ کے صدر سردار ابراہیم نے ایک بیان میں آزاد کشمیر کے تمام فوجی کمانڈروں اور حکام سے اپیل کی۔ کہ وہ ہر شہری کو وہ تمام حقوق دینے کا انتظام کریں۔ جو ایک آزاد جمہوریت کے شہری کو حاصل ہوتے ہیں۔ آپ نے بعض ایسے قوانین بھی جاری کئے ہیں۔ جن کی رو سے ہر شہری کے مذہبی معاشرتی اور اقتصادی حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ بڑے بڑے قصبوں میں انتظام حکومت میں مدد دینے کے لئے پنچایت قائم کی جائے گی۔ عورتوں کو پکڑنے یا لوٹ مار کرنے کے جرم کی سزا موت ہو گئی۔ دشمن کی جائدادوں کی حفاظت کی جائے گی۔ دشمن کے بڑے بڑے ذخیروں پر حکومت کا کنٹرول ہو جائیگا۔

آزاد کشمیر گورنمنٹ کے تازہ اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بارہ مولا روڈ پر دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ اور پونچھ کے علاقہ میں آزاد فوج کی پیشقدمی کامیابی سے جاری ہے۔

میاں افتخار الدین پنجاب مسلم لیگ کے صدر منتخب ہو گئے

لاہور ۱۶ نومبر۔ آج پنجاب مسلم لیگ کی کونسل میں صوبائی مسلم لیگ کی صدارت کے عہدے کا انتخاب ہوا۔ میاں افتخار الدین ۱۱۲ ووٹوں سے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے مدمقابل مسٹر خلیل الرحمن کو ۷۶ اور مسٹر [illegible] کو ۱۱ ووٹ ملے۔

مسٹر علاؤ الدین صدیقی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ کونسل کے اجلاس میں خان افتخار حسین ممدوٹ وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ حکومت نے شہری آزادی سے تمام پابندیاں اٹھا دی ہیں۔ اجلاس میں بعض [illegible] نے وزارت پر نکتہ چینی کی اور یہ الزام لگایا۔ کہ وزارت کانگرسی کاروائیاں کر رہی ہیں۔ اور [illegible] سے وہی سلوک کر رہی ہے۔ جو یونینسٹ وزارت کرتی تھی۔

کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا۔ کہ صوبہ میں فوجی تعلیم لازمی کر دی جائے اور اردو کو ذریعہ تعلیم مقرر کیا جائے۔

وزارتوں اور ملازمتوں میں اقلیتوں کو بھی حصہ دینا چاہیئے

لاہور ۱۶ نومبر۔ مسٹر حسین شہید سہروردی نے ایک بیان میں یہ تجویز پیش کی۔ کہ وقتاً فوقتاً پاکستان اور ہندوستان کے نمائندوں کی مشترکہ کانفرنس میں اقلیتوں کے مسئلہ پر کھلے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ آپ نے کہا۔ قیام امن کیلئے ضروری ہے کہ وزارتوں اور ملازمتوں میں اقلیتوں کو حصہ دیا جائے۔ اور ایسے افسروں کو موقوف کر دیا جائے جو اقلیتوں پر ظلم کریں۔ جب تک دونوں حکومتیں غنڈوں کو کچلتی ہیں۔ اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔

امرتسر کے سکھ پناہ گزینوں کی صدائے احتجاج

امرتسر ۱۶ نومبر۔ امرتسر میں سکھ پناہ گزینوں نے ماسٹر تارا سنگھ و دیگر لیڈروں کی صدارت میں جلیانوالہ باغ میں ایک اجلاس میں ملا کر حکومت مشرقی پنجاب کی پناہ گزینوں کو بسانے کی پالیسی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی پناہ گزینوں میں سے بعض سرکردہ لوگوں نے عوام کو ہدایت کی کہ وہ امرتسر کو نہ چھوڑیں۔ جب تک کہ حکومت لوگوں کو بسانے کی پالیسی کی وضاحت نہ کر دے۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ مسلمانوں کو نکال کر ان کی جگہ مغربی پنجاب کے غیر مسلموں کو بسائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah